حیرت صاحب کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۱۴

اب حیرت صاحب شریعت مفسر دنکی رائے کو تسلیم کرنے کے لئے تو مجبور نہیں کرتی ہے لیکن آپکے بے بنیاد خیال کے مقابلہ میں قرآن کے ظاہر احکامات پر عملدر امد کرنیکے لئے بھی مجبور نہیں کرتی ہے کاش حیرت صاحب تم اسپر غور کرو اور سمجھ سے کام لو

اعتراض کا دوسرا حصہ کوردہ کا لفظ ہے جو حیرت صاحب نے دارالامان کیلئے استعمال کیا ہے اسلئے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کوردہ کے صفات کیا ہیں حیرت صاحب کو چاہیئے کہ اسکا جواب دیتے وقت اپنے مفصلہ ذیل اقوال کا ضرور خیال رکھیں۔ اول کرزن گزٹ مورخہ ۸ اگست ۱۸۹۹ء کا دوسرا صفحہ جہاں "دہلی بدنصیب دہلی کی شرحی لکھکر طویل بحث کی ہے اس مضمون کے چند فقرے یہ ہیں،، دہلی کی بنیاد عجیب گھڑی سے رکھی گئی ہے کہ آسمانی آفتیں نازل ہونیسے پہلے دہلی دہلی کہہ کے پکارتی ہیں اور جب تک یہاں کا دورہ نہیں لگالیتیں دوسری طرف کا رخ کرنا حرام ہے روز ازل سے اسکی بنیاد خونریزی بربادی اور نااتفاقی پر رکھی گئی ہے پھر اسکا پھلنا پھولنا محالات سے ہے۔ کئی کالم میں دہلی کے صفات اسی قسم کے الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔

دوسرا موقعہ گزٹ مورخہ ۲۳ نومبر ۹۹ء کا صفحہ ۲ کالم ۲ ہے جہاں لکھا ہے کہ "یہاں تو یہ غضب ہے کہ اسی دہلی شریف میں اور ۲۲ خواجہ کے مقدس چوکھٹ پر ایک بھی اب مسلمان نہیں رہا کیونکہ مقلد غیر مقلدوں کو کافر کہتے ہیں اور غیر مقلد کل مقلدوں کو علانیہ مشرک کہتے ہیں ابھی دو فتوے شایع ہوتے ہیں جنکا مضمون یہ ہے کہ کسی مسجد پر اگر مساجد اللہ لکہا ہوا ہو تو اسے فوراً چھیل ڈالنا چاہیئے۔ اور اسجگہ مسجد حنفی لکھدینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ آیت اگرچہ قرآن مجید کی کیوں نہ ہو بے معنے ہے" اسی قسم کی طویل بحث کے بعد آخر میں حیرت صاحب نے لکھا ہے کہ ہماری کھلی کھلی باتوں کو کون جھٹلا سکتا ہے اور کسکا زہرہ ہے جو انکی تردید کرسکتا ہو۔

تیسرا موقعہ۔ گزٹ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۱ء ہے جہاں لکہا ہے کہ "غدر کے بعد سے دہلی میں مسلمان رئیسوں کا نام و نشان ہی نہیں رہا۔ نوابوں اور رئیسوں کے بڑے بڑے خاندان تھے لیکن غدر نے سب کو ہضم کرلیا اور اب اس شہنشاہی شہر میں ایک شخص بھی ایسا نہیں رہا جسے رئیس کہہ سکیں" اسی قسم کی طویل بحث کے بعد آخر میں لکھا ہے "چند بیچارے ٹوٹے پھوٹے ہندوستانی ہیں جو کیا تو سوسیل کمشنر ہوگئے ہیں اور کیا آنریری مجسٹریٹ وہ شاید اپنے کو رئیس کہتے ہونگے لیکن فی الحقیقت انکا اپنے کو رئیس سمجھنا انکی انتہا درجہ ذلیل حالت پر دلالت کرتا ہے" اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جو صفات اوپر بیان کئے گئے ہیں آیا ان صفات میں دہلی کو کوردہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر کوردہ کے یہ صفات نہیں ہیں تو نہ معلوم انسے بڑھ کے اور کونسے صفات ہوسکتے ہیں اب قادیان کی نسبت ہمیں اور کچھ زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حیرت صاحب کی توجہ ہم صرف دائی ۱۹۰۲ء کے کرزن گزٹ کیطرف دلانا چاہتے ہیں جہاں حیرت صاحب نے اپنی ہر ایک طرح سے شرافت وغیرہ کے ثابت کرنے میں بڑی دلیل یہ پیش کی ہے کہ دہلی کے فلاں فلاں خاندان بہت شریف سمجھے جاتے ہیں اور ان خاندانوں کی بیٹیاں ہمارے گھر میں بیاہی گئی ہیں۔ کاش حیرت صاحب اسی بات کا لحاظ کرتے اور قادیان کو کوردہ ہرگز نہ کہتے۔ کیونکہ اسجگہ کی کوئی بیٹی دہلی میں نہیں گئی ہے۔ اور دہلی کے اس بڑے خاندان کی بیٹی جسکی شرافت کی بابت مذکورہ بالا پرچہ میں بہت کچھ زور دیا ہے۔ اسی دارالامان میں موجود ہے۔ جو غالباً آپکے بہت ہی قریبی رشتہ سے بہن ہوتی ہیں قادیان کے کوردہ نہ ہونیکے سب سے بڑی وجہ یہی کافی ہے لیکن دہلی کی بابت جو الفاظ اوپر لکھے ہیں انکی تردید خود آپ کے ہی بیان کے موافق ہو نہیں سکتی ہے۔ کیونکہ آپنے لکھا ہے کہ ان کھلی کھلی باتوں کی کوئی تردید نہیں کرسکتا ہے۔ اب ہم اسبات کے منتظر ہیں کہ دیکھیں حیرت صاحب آئندہ اسجگہ کو کوردہ قرار دیتے ہیں جہاں انکے بیان کے موافق اب رئیسوں کا نام و نشان نہیں رہا ہے جسکی بنیاد ایسی حالت میں رکھی گئی ہے کہ اسکا پہلنا پھولنا محالات سے ہے اور جہاں اب ایک بھی مسلمان نہیں رہا ہے اور جہاں کے علماء کی یہ کیفیت ہے کہ قرآن شریف کی آیات کو معاذاللہ بے معنے قرار دیتے چھیل ڈالتے ہیں یا اس جگہ کو جہاں ایسے شریف اور رئیس موجود ہیں جنکے ہاں دہلی کے سب سے زیادہ شریف خاندان کی بیٹی موجود ہے اور جہاں بفضلہ مسلمان ہی موجود ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

قولہ۔ مرزا صاحب نے اسوقت (جب ۱۸۹۱ء میں دہلی تشریف لیگئے تھے) مولوی نذیر حسین سے مباحثہ سے انکار کیا تھا۔

اقول۔ حیرت صاحب نے جو ۱۸۹۱ء کے حالات لکھے ہیں وہ اپنی عادت کے موافق بالکل جھوٹ لکھے ہیں اسبارہ میں ہمیں ایک حرف بھی اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس مختلف اخبارات کے اس زمانہ کے فائل موجود ہیں جو حیرت صاحب کے اس جھوٹ کی تصدیق کرتے ہیں اور حیرت صاحب کی باتوں کا اعتبار ہو بھی کسطرح سکتا ہے جبکہ وہ اس زمانہ میں اپنے خود تراشیدہ الہام کی بنا پر مسیح بن چکے ہیں اور دوسرے جبکہ انکی عادت ہے کہ اپنے بے بنیاد خیالات کی بنا پر دوسروں کے مشاہدات پر بھی رد و قدح کرنیسے نہیں چوکتے جیسے کہ کرزن گزٹ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۴ پر مولانا شبلی کے سفرنامہ روم و شام کے مختلف مضامین سے جو انکی چشم دید تھے انکار کرکے یہ لکھدیا ہے "ہوکر پروفیسر صاحب نے لکھتے وقت خیال کیا ہوگا کہ تحقیق کیلئے قسطنطنیہ کون جاتا ہے لاؤ جو جی میں آئے ہانکدو"

ہمیں اسپر بحث کرنیکی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ حیرت صاحب نے لوگوں کے مشاہدات سے جو انکار کیا ہے وہ کہاں تک درست ہے یا نہیں کیونکہ اسپر نہ ہمارا کچھ حرج ہے اور نہ اسکا بد اثر کسی بڑے گروہ پر پڑ سکتا ہے۔ بلکہ اسکے مقابلہ میں حیرت صاحب کے اور بعض خوبیونسے انکار کرنیکی ضرورت بھی ہمیں نہیں ہے جبکے وہ مدعی ہیں اور اسکا بد اثر دوسروں پر کم پڑ سکتا ہے۔ مثلاً گزٹ مورخہ یکم جون ۱۹۰۳ء میں لکہا ہے کہ "ہم نے قریب قریب ہندوستان کے اکثر شہر دیکھے ہیں وہاں کے لوگوں کے حالات کا مطالعہ کیا ہے اور کل اعلے سوسائٹیوں میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے" اس عبارت میں "قریب قریب" کے ساتھ لفظ اکثر کا استعمال گو کیسا ہی بے جوڑ ہے لیکن ہمیں نہ اس اردو کی بابت اور نہ اس سیاحت کی رد و قدح کرنیکی ضرورت ہے بلکہ اس سے

ابہی زیادہ اگر آپ اپنی سیاحت کو بیان کریں تو اس سے انکار کرنیکی ضرورت نہیں ہے جیسے کہ سوانح حضرت عمر رضی صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے کہ "ہم نے ایران کے شہر شہر اور قریہ قریہ میں جاکر شیعوں کی معاشرت مذہبی دیکہی ہے"۔ اس بیان کو پڑہ کر ہمنے اول و آخر کے کئی صفحہ پڑہے کہ شاید یہ حیرت صاحب نے کسی اور شخص کے سفرنامہ سے لکہتے ہوں لیکن یہ بات ثابت نہ ہو سکی - اور ہمیں اسپر ردو قدح کرنیکی ضرورت بہی نہیں ہے - یہی نہیں بلکہ اس سے بہی زیادہ جو کچھ انہوں نے اسی کتاب کے صفحہ ۲۷ پر لکہا ہے کہ وہ فرانسیسی جانتے ہیں ہم اسکو بہی خلاف کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے - بلکہ اور کوئی خواہ اسبات کے باور کرنے میں پس و پیش کرے لیکن ہم ہرگز ردو قدح کی ضرورت نہیں دیکہتے - حیرت صاحب کے اس بیان پر جو انہوں نے اسی کتاب کے صفحات ۹۸ - اور ۹۹ پر ظاہر کیا ہے کہ وہ فرانسیسی جانتے ہیں اور لاطینی زبان کے ماہر ہیں ہمیں اگر ایسے ردو قدح کی کیا ضرورت ہے جبکہ اسی بیان کو انہوں نے سوانح سعدی کے صفحات ۳ - اور ۲۷ پر دوبارہ لکہہ کر تقویت دی ہے - یہ تو بہت ہی معمولی باتیں ہیں خواہ کسی اور شخص کو ایسی باتوں کی تسلیم کرنے میں پس و پیش ہوا کرے تو ہو ہمارا چونکہ اس سے نہ کچھ اپنا ہرج ہے اور نہ کسی دوسرے پر اسکا بد اثر پڑ سکتا ہے - اسلئے اگر حیرت صاحب اپنی خیالات کی دوڑ میں اور وسعت اختیار کریں اور اسبات کا اظہار کریں کہ انہوں نے نئی اور پرانی دونوں دنیاؤں کا گشت لگایا ہے بلکہ انکے ایک ایک ملک اور صوبہ میں سیاحت کر چکے ہیں اور پہر ان ممالک اور صوبوں کے ایک ایک شہر اور قصبہ کی خاک چہانی ہے اور پہر اپنے تجربہ اور مشاہدہ کو وسعت دینے کے لئے ایک ایک گہر پر جاکر اور کنڈیاں کہٹکہٹا کر انکے تجربات اور مشاہدات سے اپنے معلومات کو وسیع کیا ہے - یہ سب اس قسم کی باتیں خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہوں لیکن ہمیں انپر ردو قدح کرنیکی کچھ ضرورت نہیں ہے - لیکن دہلی میں حضرت صاحب کے تشریف لیجانیکے وقت کو جو حالات بیان کئے ہیں وہ ہم ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ہمارے اپنے مشاہدہ کے برخلاف ہیں اور بعض اخبارات کے قائل ہمارے مشاہدے کی تصدیق کرتے ہیں ان اخبارات میں سے ایک روزانہ دہلی دہلی بہی ہے جسنے ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء سے مضامین کا ایک طویل سلسلہ شروع کیا ہے اور سچے سچے واقعات بیان کئے ہیں جس سے حیرت صاحب کے

بیانات کی تکذیب ہوتی ہے اور انکے تمام بیانات از سرتا پا لغویات اور جہوٹ کا دفتر ثابت ہوتے ہیں

قولہ - آپ کوشش کیجئے کہ فوجداری مقدموں کا سلسلہ بند ہو جاوے یہ غلط کاریوں کیوجہ سے ہوئے ہیں - **اقول** - حیرت صاحب کیا یہ سچ ہے کہ ہمیشہ فوجداری مقدمات غلط کاریوں ہی کی وجہ سے ہوا کرتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو کرزن گزٹ اگست ستمبر و اکتوبر ۱۹۰۵ء کے ہمراہ جو آپ کو بڑے زور شور سے ضمیمہ شایع کرنے کی ضرورت ہوئی تہی جنمیں بغیر اسکے کہ دوسری طرف سے کچھ بہی تحریک ہوئی ہوتی - آپنے خواہ نخواہ سراسیمہ اور پریشان ہو کر اسبات کا اظہار کیا تہا کہ ہمپر فوجداری مقدمات دائر ہونے والے ہیں اور ناظرین کرزن گزٹ سے تمنے امداد کے لئے اپیل کی تہی آیا یہ خیالات آپکے دل میں غلط کاریوں کیوجہ سے پیدا ہوئے تہے یا نہیں - اگر انکی وجہ غلط کاریاں تہیں تب تو مرزا صاحب پر آپ کی یہ نکتہ چینی بیجا نہیں ہے کیونکہ ہر ایک شخص اپنی اندرونی حالت کے موافق دوسروں کی حالت کو بہی قیاس کیا کرتا ہے لیکن اگر وہ آپ کی پریشانی غلط کاریوں کیوجہ سے نہیں تہی تو گویا تم اسبات کو تسلیم کرتے ہو کہ غلط کاریوں کے علاوہ بہی کچھ ایسے اسباب ہوا کرتے ہیں جنسے فوجداری مقدمات ہو سکتے ہیں اور یہ آپ کی سراسر نامعقولیت ہے کہ خواہ مخواہ تم نے مرزا صاحب پر حیرت زدہ انسان کیطرح سے غلط کاریوں کا الزام جڑ دیا -

قولہ - تمہیں الہام ہوا اور تمنے پیٹ پر پڑہ کر پہونکا - اور تم اچہے ہو گئے - لوگ تمہارے ان الہاموں سے ہنستے ہیں اور تمہاری نسبت اچہے خیالات نہیں رکہتے ......الخ

اقول - مرزا صاحب کے الہامات کی بابت تمنے بہت کچھ زور قلم دکہایا ہے - اسلئے اسکی بابت میں علیحدہ تفصیل سے عنقریب بحث کروں گا - اسوقت صرف اس واقعہ کے متعلق میں غور کرنا چاہتا ہوں جسپر تمہارے جیسی فطرت والے ہنستے ہیں اور اچہے خیالات نہیں رکہتے - حیرت صاحب! آپ جیسوں کی ہنسی یا اچہے اور برے خیالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ارفع و اعلےٰ ذات پر کسی قسم کا بد اثر پیدا نہیں کر سکتے ہیں مخالفت میں انسان کیا کچھ نہیں کرتا - کیا تمکو حیات طیبہ کا صفحہ ۷۵ یاد نہ رہا جہاں لکہا ہے کہ مولینا شہید کے مخالفوں نے یہ ریزولیوشن پاس کر دیا تہا کہ جس چیز کو حلال کہے ہم حرام کہیں گے اور جسے وہ حرام کہے گا ہم حلال کہینگے"۔ یہ اس شخص کے مقابل میں کہا گیا تہا جسے تم نے مقدمہ

تفسیر میں مجتہد مانا ہے - پہر اسکے علاوہ کیا تم کو مقدمہ تفسیر کا صفحہ ۳۲۷ یاد نہ رہا جہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو رسول صلعم کے پیچہے پیچہے پہرتے تہے اور جہاں آپنے وعظ فرمایا اور انہوں نے باواز بلند کہدیا کہ "یہ شخص دہوکہ دینا چاہتا ہے اور جہوٹہا ہے" - پس ہمیں نظائر آپ جیسے طبیعتوں والوں کی ہنسی اور حقارت سے دیکہنے کے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے -

اب میں اصل بات پر غور کرتا ہوں جو آپکی نظر میں نہ معلوم کیوں نکتہ چینی کے قابل معلوم ہوئی ہے دیکہو حیات طیبہ صفحہ ۳۴ جہاں تم نے مولانا اسمٰعیل صاحب کے متعلق یہ عجیب حیرت انگیز حالات لکہے ہیں "مجتہد صاحب آٹہہ آٹہہ دس دس دن تک سوتے تہے اور آخر میں اسقدر قوت انہوں نے بڑہا لی تہی کہ جب چاہیں سو رہیں - اور جب چاہیں جاگ اٹہیں اسمیں ایک منٹ کا بہی فرق نہ ہوتا تہا لیٹے ابہی پورے ۱۰ بجے ہیں اور سوئی پورے دس پر پہونچ چکی ہے اور مولانا سونا چاہتے ہیں تو نصف منٹ بہی مولانا کو نیند کا رستہ دیکہنے میں نہ لگتا تہا یا آپ جب شب کے دو بجے جاگنا چاہتے تہے تو یہ ناممکن تہا کہ دو پر نصف منٹ زیادہ گذر جائے یا دو میں نصف منٹ کم رہے جب آنکہہ کہلے" - اگر حیرت صاحب آپکے اس بیان میں جیسے کہ اسی موقعہ پر آپنے ظاہر کیا ہے کہ اسمیں ذرا شک نہیں ہے یہ معتبر باتیں ہیں تو مرزا صاحب کے متعلق جو کچھ ایڈیٹر اخبار البدر نے پیٹ پر ہاتہہ پہیرنے سے آرام ہو جانیکی بابت لکہا ہے ہنسی کے قابل نہیں ہے - اور اگر اب بہی آپ کو اور آپکے ہم مشربوں کو اسپر ہنسی آوے تو وہ فطرت کا قصور ہے لیکن ہم آپ کو اور وضاحت سے سمجہا دینے کیلئے سیرۃ الرسول کے صفحہ ۱۰۷ پر آپ کو غور کرانا چاہتے ہیں جہاں تم نے بعض ان لوگوں کی اسی قسم کی ہنسی کے جواب میں جو اسبات سے ہنستے تہے کہ رسول صلعم کے بار نبوت سے اونٹ نہ چل سکا لکہا ہے کہ "اونٹ کی ٹانگیں نبوت کے بوجہہ سے بیکار ہو جانی کچھ تعجب کی بات نہیں ہے جن لوگوں کو مسمریزم آتا ہے وہ اگر چاہیں تو ایک شخص پر صرف اپنے ہاتہہ کے ذریعہ سے کئی من بوجہہ ڈال سکتے اب سمجہہ لینا چاہیئے کہ مسمریزم جو ایک کسبی چیز ہے اور نبوت کی روحانی قوت سے اسکو کبہی مناسبت نہیں ہے یہ کونسی حیرت کی بات ہوئی کہ بار نبوت کا اونٹ متحمل نہ ہو سکے اور اسکی ٹانگیں چلتے چلتے رہ جاویں" اب جبکہ اس مذکورہ بالا بیان میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے تو حیرت صاحب کو ان ہنسی بازوں کیطرح سے......

بیان کیا ہے منجملہ انکے ایک مقام تفسیر کا صفحہ ۵۷۵ میں لیکن انتہا درجہ تعجب اسبات کا ہے کہ بعینہ اسی موقعہ پر جسپر حیرت صاحب نے اس حدیث سے اپنے اقوال کو تقویت دی تھی - جب سر سید نے اپنی تائید میں بیان کیا تھا تو اسپر رد و قدح کرکے اسکو احادیث متواترہ سے معارض ثابت کرکے اس سے انکار کر دیا اور یہ انکار حیرت صاحب کی تحریر میں ۳ مقامات پر ہم کو ملا منجملہ ایک مقام وہ ہے جو کرزن گزٹ مورخہ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۲ - کالم ۱ پر لکھا ہے - اسی طرح سے تفسیر میں ۲ جگہ صوفیوں پر بھی گانے وغیرہ کے متعلق لے دے کرکے انکی تردید کی ہے لیکن سوانح سعدی کے صفحہ ۱۲ - اور ۱۲ پر علم موسیقی کا جواز ثابت کیا ہے اور اسموقعہ پر وہی دلائل پیش کئے ہیں جنکی مقدمہ تفسیر میں تردید کی ہے - غرض جہانتک غور کیا جاتا ہے حیرت صاحب کا یہی اصول معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت کسی بات کی تائید کرنے بیٹھتے ہیں تو تنکے کے سہارے کو بھی غنیمت سمجھ کر بات کا تبنگڑ بنا دیتے ہیں لیکن جب اسی پہلو کسی دوسرے کی نکتہ چینی کرتے ہیں تو اسکے ساتھ ہی اپنے سابقہ مضامین کی بھی دھجیاں اڑا کر رکھ دیتے ہیں اسی قسم کے اور معارض خیالات جو حیرت صاحب نے احادیث کی بابت بیان کئے ہیں یہ ہیں - تفسیر صفحہ ۶۱ - اور ۶۲ پر بحث کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول صلعم کا قول اور آپکا فعل کوئی وحی سے خالی نہ تھا - اور سیرۃ الرسول کے صفحات ۱۶ - اور ۱۷ پر لکھا ہے کہ "سوائے چند آدمیوں کے مسلمانوں کے ہر گروہ کا دارومدار احادیث پر ہے حدیثیں ہی ہیں جو کروڑہا مسلمانوں کا دستور العمل چلی آتی ہیں - جنپر انکی عبادات معاملات تمدن اور اخلاق کا دارومدار ہے اور اپنی دینی اور دنیوی معاملہ کے ہر جزو سے جزوی امر میں وہ احادیث سے ہی کام لیتے ہیں" - اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ پر سر سید کو آڑے ہاتھوں لے کر لکھا ہے "کہ چونکہ احادیث کے ماننے سے بہت سی پابندیاں کرنی پڑتی ہیں اس لئے مذہبی قیود سے آزاد ہونیکے لئے میور کا خیر مقدم کیا" لیکن جب انہیں تصانیف میں غور کیجاتی ہے تو انکے مذکورہ بالا تمام خیالات کی تردید ہو جاتی ہے چنانچہ تفسیر صفحہ ۵۷۵ اور سیرۃ الرسول صفحات ۱۴ - اور ۱۵ پر ان تمام احادیث کی بابت جو روزمرہ کی معاشرت وغیرہ کے بابت ہیں یا اچھے برے اخلاق کی بابت - نیز رسول صلعم کے احکام اور فیصلہ کی بابت لکھا ہے کہ انکے متعلق اختیار ہے خواہ کوئی عمل کرے یا ترک کر دے کوئی لازمی بات نہیں ہے ۔ اب یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ جب معاشرت تمدن اور اخلاق کا مدار احادیث پر ہو اور ہر دینی اور دنیوی معاملہ کے ہر جزو سے جزوی امر میں احادیث سے ہی کام لیا جانا ضروری ہو اور ایسا نہ کرنیکی وجہ سے سر سید پر تبرا بھی کیا گیا ہو - اور رسول صلعم کا ہر قول اور فعل وحی میں بھی داخل ہو تو پھر اسکے معارض یہ بات کسطرح سے بیان کر دی گئی ہے کہ روزمرہ معاشرت وغیرہ کی احادیث پر عمل کرنا لازمی نہیں ہے جب یہ لازمی نہ رہا تو پھر دنیوی معاملہ کے ہر جزوی امر میں احادیث سے کسطرح سے کام لیا جا سکتا ہے -

ہم چاہتے ہیں اور کوشش بھی کرتے ہیں کہ حیرت صاحب کے نصائح میں سے کوئی تو ایسی مل جاوے کہ بغیر استفسار کئے یا اسپر غور کئے بغیر اسپر عملدرآمد کر لیا جائے لیکن بقول انکے جبکہ مرزا صاحب کے خاص الخاص مرید حکیم صاحب بھی دماغی قابلیت میں کمزور ہیں تو پھر مجھ جیسے عاجز کی کیا حقیقت ہے کمزوری دماغ کیوجہ سے مختلف معاملات کی بابت مجبورًا استفسار کرنا ہی پڑتا ہے چنانچہ سیرۃ الرسول کے صفحہ ۱۲ پر یہ لکھا ہے "کہ ہماری قوم کی بدنصیبی اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ شوق و ذوق سے ناول اور فسانے پڑھتے ہیں مگر حدیثوں کی کتابوں سے منہ بنا لیتے ہیں" یہ فقرہ پڑھنے کے بعد ہماری موٹی سمجھ میں تو یہ خیال پیدا ہوتا ہے بلکہ تحقیق کرنے کو جی چاہتا ہے کہ جبکہ ناول کا پڑھنا بدقسمتی میں داخل ہے اور ایسا برا ہے کہ حیرت صاحب کو اسکی شکایت اپنی روح القدس کے ذریعہ سے تحریر کردہ کتاب میں بھی کرنے کی ضرورت پیش آئی تو پھر اول ان ناولوں کی مصنف اور پھر چھپوانے اور چھاپنے والے اور پھر اخبار کے ساتھ ان ناول اور فسانوں کا اشتہار شایع کرکے ناظرین کو انکے خریدنے کی تحریص اور رغبت دلانے والے اور پھر خاص حالتوں میں انکی قیمت میں تخفیف اور رعایت کرنے والیکے حق میں حیرت صاحب کیا فتویٰ دیتے اور حکم لگاتے ہیں - قوی امید ہے کہ اسپر حیرت صاحب کوئی معقول حکم لگائینگے اور اسکا مناسب جواب عنایت فرماویں گے - کسی نے سچ کہا ہے - ؎

بزیر جامہ نہاں کردہ بود لیکن - ...
بچشم اہل بصیرت برہنہ سے آئی ۔۔

قولہ - مسیح علیہ السلام کی بابت قرآن مجید نے کیا لکھا ہے یہ قرآن مجید اور تفاسیر رسمیہ سے معلوم ہو سکتا ہے -

اقول - مہربانمن! تفاسیر رسمیہ پر آپ کب سے ایمان لائے ہیں یا یہ کچھ آپ کی فطرت میں ہی بات داخل ہو گئی کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور - اور کاٹنے کے اور - تفاسیر کی بابت کیا آپنے مفصلہ ذیل خیالات ظاہر نہیں کئے - مقدمہ تفسیر صفحہ ۵۱۹ - اور ۳۲۷ - ۳۰۳ - ۳۰۴ "ایک مفسر یا چند مفسروں کی رائے سے اختلاف کرنا شاید بعض معمولی طبایع کو ناگوار گذرے مگر سمجھدار کبھی بھی اسپر اعتراض نہیں کریگا درحقیقت کسی مفسر نے خود رسول کریم صلعم کی زبان مبارک سے قرآن مجید کی تفسیر نہیں سنی کہ اسکی تفسیر کو خواہ مخواہ ماننا پڑے - ہر مفسر نے بطور خود تحقیق کی اور محاورات عرب کو دیکھا اور لغت کی تحقیق کی - حدیثوں سے اسکی روشن آیتوں کو چسپان کیا - اور بعض مفسر مثلًا ابن کثیر وغیرہ نے حدیثوں سے تفسیر لکھی ہے - مگر اسبات کا کیا کوئی حلف اٹھا سکتا ہے کہ جن احادیث سے فاضل مفسر نے تفسیر کی ہے وہ اول سے اخیر تک سب کی سب صحیح ہوں" پھر صفحہ ۶۹۱ - ۶۸۳ - ۶۸۴ پر یہ بحث کی کہ تمام تفاسیر رائے سے لکھی گئی ہیں - اور شریعت ہمیں مجبور نہیں کرتی کہ کسی مفسر کی رائے کو تسلیم کریں -

اب رہا **اجماع** - سو اجماع کی بھی بہت مقامات پر دھجیاں اڑائی ہیں منجملہ بہت سے مقامات کے صفحہ ۱۵۴ پر لکھا ہے "کہ اگر ایک ہی پہلو پر مختلف لوگوں کے مختلف عقاید ہوں تو سمجھ لو کہ یہ سب عقائد باطل ہیں - ایک شخص کو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرا عقیدہ حق ہے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ ان ان وجوہات سے اوروں کے عقاید باطل ہیں بعض کا یہ خیال ہے کہ صداقت جماعت سے پیدا ہوتی ہے یعنے ایک کثیر گروہ کے کسی خاص مسئلہ پر کوئی رائے ہونا ہے مگر اس بات کو ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ مسئلہ حق ہے - یہ ضرور نہیں کہ چند آدمیوں کا خیال بمقابلہ گروہ کثیر کے ہمیشہ ہی غلط ہو" - یہ ہیں مذکورہ بالا خیالات جنہیں حیرت صاحب نے ضرور تونکے موافق ..... اظہار کیا ہے - اسلئے تعجب ہے کہ مرزا صاحب کے متعلق نکتہ چینیاں کرتے وقت وہ تفاسیر رسمیہ کا دامن کیوں پکڑنے لگے - نہ معلوم یہ بات کیا ہے اور اسقدر انتہا درجہ سہو نسیان انکے مزاج میں کیوں ہو گیا ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ میں اپنے تمام ساختہ پرداختہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں - میں ایک اور بات کا بھی ذکر کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ صحابہ کی علمی کارروائی کی بھی انکے خود سر قلم اور بے لگام خیال کے مقابلہ میں ان کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں ہے - یہ بات ہمیں تفسیر کے مضامین پر غور کرنے سے ثابت ہوئی ہے منجملہ بہت سے مقامات کے ایک وہ مقام ہے جہاں بہت کچھ زور لگا کر سود کا جواز ثابت کیا ہے اسمیں صفحہ ۴۷۶ پر اسامہ کی ایک حدیث سے فرضی طور پر اپنے خیالات کی تائید کی ہے + باقی آیندہ -

مطبع انوار الاسلام قادیان میں باہتمام [illegible] چھپکر شائع ہوا۔

امام بمعنی نبی

حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت لوگ اکثر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ صرف امامت کا دعوے کرین۔ کہ ہم اس صدی کے مجدد اور امام ہیں۔ تو ہمین ماننے مین کوئی عذر نہین۔ چونکہ یہ اپنے آپ کو نبی اور مسیح کہتے ہین۔ اس لئے ہم ان کے دعاوی کو تسلیم نہیں کرتے۔ لہذا ان کے اس شبہ کو دور کرنے کے لئے ہم اس امر کا ثبوت قرآن شریف سے دیتے ہین جس سے ان کو معلوم ہو کہ امام بھی نبی ہوتا ہے۔ اور امام پر وحی کا نزول بھی ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ وہ خدا کے نبی اور رسول تھے۔ بلکہ ان کو ابو الانبیا بھی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اسی رسالت اور نبوت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ ان کو امام کے نام سے پکارتا ہے۔ دیکھو جزاول رکوع ۱۵ انی جاعلک للناس اماما۔ اللہ تعالےٰ حضرت ابراہیم کو فرماتا ہے۔ کہ مین تجھکو لوگون کے لئے امام یعنے نبی اور رسول بنانے والا ہون۔ پھر دوسرے مقام پر حضرة اسحٰق اور یعقوب جو کہ پیغمبر اور رسول مسلمانون کے نزدیک مسلم ہین۔ ابراہیم علیہ السلام کے لئے اپنے انعامات میں بیان فرماکر اللہ تعالیٰ انکی نسبت فرماتا ہے وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات۔ پ۱۷ رکوع ۵۔ کہ ہم نے اسحٰق اور یعقوب کو امام یعنے رسول بنایا۔ جو ہمارے امر سے لوگون کو راہ نمائی کرتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اوامر ان پر نازل ہوتے تھے اور ہم نے نیک کامون کے لئے ان پر وحی بھی کرتے۔ دیکھو یہان امامون کے لئے وحی کا نزول ثابت ہے۔ پھر اگر مرزا صاحب نزول وحی کے مدعی ہون۔ تو کیا حرج ہے۔ پھر اور جگہ اللہ تعالےٰ بنی اسرائیل پر انعام کا ذکر فرماتا ہے۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین۔ پ۲۰ ر۱ ہم یہ چاہتے ہین۔ کہ ملک میں جو ضعیف لوگ ہین۔ ان پر احسان کرین۔ ان کو امام اور وارث بنا دین اور وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا پ۲۱ رکوع ۱۶ کہ ہمنے بنی اسرائیل میں سے امام یعنے رسول بنائے جو کہ لوگون کو ہمارے امر سے راہ نمائی کرتے تھے

اب ظاہر ہے۔ کہ بنی اسرائیل یعنے امت موسوی پر اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل یہ تھا۔ کہ ان میں سے انبیاء پیدا ہوئے۔ جو کہ توریت پر عمل کرتے۔ اور کرواتے اونھی کو اللہ تعالےٰ نے امام اور آئمہ کے لفظ سے بیان فرمایا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ لفظ امام اور نبی ایک ہی معنے مین بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اور چونکہ سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ کے قدم بقدم ہے۔ اسی لئے اسی مناسبت کی وجہ سے اس سلسلہ کے خلفائے راشدین بھی امام کے لفظ سے پکارے گئے۔ اور ان کا نام امام اسی لئے رکھا گیا۔ کہ خدا نے موسوی سلسلہ کے خلفاء کو امام کرکے پکارا۔ مگر جب ہم سب ان کو نبی بھی مانتے ہین۔ اور رسول اور پیغمبر بھی کہتے ہین تو کیا وجہ ہے۔ کہ سلسلہ محمدیہ کے امامون اور خلفائے راشدین کو نبی اور صاحب وحی نہ کہا جاوے۔ اگر کسی امام وقت کو نبی کہنا آداب شریعت کے خلاف ہو سکتا ہے۔ تو پھر ہمیں نعوذ باللہ ماننا پڑیگا۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض موسےٰ سے بہت ..... گھٹے ہوئے تھے۔ کہ موسےٰ کے خلفاء تو نبی ہو سکین۔ لیکن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نبی نہ ہون اس لئے قرآن شریف کی آیات بینات پر نظر ڈال کر اس امت مرحومہ کے مجددین اور مامورین کو نبی اور رسول کہنا ٹھیک ان کو وہی نام اور خطاب دینا ہے جس کا مستحق ان کو اللہ تعالےٰ نے کیا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی نسبت امام کا لفظ تو پسند کرتے ہین۔ مگر نبی اور رسول کا لفظ خلاف شریعت جانتے ہین۔ وہ صریح غلطی پر ہیں۔ اور اپنے اقوال سے وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور انوار کو موسوی برکات سے کم مانتے ہین۔

قانون قدرت کی حدبست کرنیوالے غور کرین

۱۰ ستمبر کا پیسہ اخبار ہفتہ وار راوی ہے۔ کہ ایڈورمقر مقام میں ایک عجیب و غریب بات ظہور میں آئی ہے۔ شام کو ۷ بجے کے قریب شہر کے سب سے بڑے بازار مین ایک قسم کی زرد مکھیان آسمان سے گرنی شروع ہوئین۔ جس سے بازار کے لوگون کو سخت تکلیف ہوئی۔ جہان بیٹھتین۔ کاٹ لیتین۔ لیکن یہ آفت اوسی بازار تک محدود رہی۔

طاعون

چونکہ طاعون کا موسم پھر آگیا ہے۔ اس لئے خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے صلح کرین اور شوخی اور شرارت سے اور فسق اور فجور اور ہر ایک ایسے فعل اور قول سے جو کہ خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہین۔ باز رہین۔ سچے عقاید اختیار کرین۔ گناہون سے سچی توبہ کرین۔ طاعون زدہ علاقون مین اور مریضون سے پرہیز کرین۔ اسم اعظم رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی کا ورد کثرت سے رکھین۔ اللہ تعالےٰ سے حفاظت طلب کرین۔ ہر نماز مین آیت غیر المغضوب علیھم میں اس سے حفاظت طلب کی جاسکتی ہے۔ احمدی احباب اپنے اور دیگر بھائیون کے لئے بھی دعاؤن مین مصروف رہین اور سچی اور پاک تبدیلی کرین۔ اسی نمبر میں ایک تقریر شایع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوگا۔ کہ ذراسی خلاف ورزی پر ہم لوگ کس قدر مورد عتاب الٰہی ہوسکتے ہین۔

غرضیکہ یہ وقت غفلت سے بسر کرنے کا نہیں ہے۔ کشتی نوح کی تعلیمون کو خاص طور پر مطالعہ کیا جاوے۔ اور باہمی مصالحت اور عفو اور درگذر اور دوسرے اوامر کی پابندی پر سبقت کی جاوے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ راضی ہو کر ہر ایک قسم کے دکھ اور شماتت اعدا سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ایسے ہی ہم قادیان کے باشندوں کو تاکید کرتے ہین۔ کہ وہ گذشتہ سال کے واقعات سے عبرت پکڑ کر کے اپنی اصلاح پر آمادہ ہون۔ کیونکہ قرائن اس قسم کے موجود ہین۔ کہ اب کے سال پھر طاعون کا زور شور پیشتر سے بھی زیادہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

ولادت۔ ماسٹر عبد الرحمان صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ہان خدا کے فضل و کرم سے ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کو بوقت ۸ بجے شب ایک فرزند تولد ہوا ہے۔ جس کا نام حضرت اقدس نے بشارت احمد تجویز فرمایا ہے۔ خدا مولود مسعود کی عمر اپنے دین کی خدمات مین دراز کرے

البدر نمبر ۳۴ اس اخبار کے ٹیٹل پیج پر نمبر ۳۴ ہی لکھا ہے اور ارادہ یہی تھا۔ کہ نمبر ۳۴ مشتمل بر حالات نزول مسیح در لاہور ساتھ ہی شایع کیا جاوے۔ مگر چونکہ مقدمہ کے حالات کی لوگون کو بہت انتظار ہے۔ اس لئے اور بعض دیگر وجوہات سے اسکی اشاعت .....

ایک صاحب درد کی التماس

ضمیمہ اخبار البدر مجریہ ۲۴ اگست سنہ الیہ کو پڑھ کر دل پر سخت چوٹ لگی۔ جس کی تحریر کا قلم کو یارا نہیں معلوم ہوا۔ کہ چندہ اخبار ہذا تعدادی ساڑھے تین سو روپیہ بذمہ خریداران بقایا ہے۔

اے برگزیدہ و مقدس جماعت کیا اخبار مذکور نے اپنی مدت اجرا میں اپنی فرائض منصبی کو انجام دینے میں کچھہ کوتاہی کی۔ اپنے دل میں انصاف کرنا۔ میرے نزدیک تو اخبار موصوف اپنی خدمات مفوضہ کو بوجہ احسن انجام دیتا رہا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہی امید غالب ہے اور ہمیشہ اس مقدس جماعت کو روحانی فیض وارشادات جناب حضرت امام الزمان مسیح موعود سے مستفیض کرتا رہا۔ کبھی کسی قسم کی کوتاہی ظہور میں نہیں آئی۔ کیا اس کا صلہ چندہ کا ادا نہ کرنا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اے احمدی بہائیو۔ یہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ اس اخبار سے بیشتر کوئی دوسرا اہم ذریعہ اس جماعت مقدس کو اس طرح سے باضابطہ تاریخوار تقریریں وحالات پہونچانے کا نہ تہا۔ اور اس نے جاری ہوکر اس کمی کو پورا کیا اور تجربہ ہے کہ جب تک سرمایہ کیحالت کفایت کرتی رہتی ہے یہ خدمات مفوضہ کو دیانتداری سے بجالاتا رہتا ہے اور جو نہیں۔ کہ سرمایہ کیحالت روبہ کمی ہوتی ہے۔ تب ہی سے اسکی خدمات میں نقص آنے لگتا ہے تاہم اس نے مقدس جماعت کو فیض پہنچایا۔ اور پہنچاتا رہیگا۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ صرف چندہ کی باقی نے اشاعت اخبار میں بے ترتیبی پیدا کر رکھی ہے کیونکہ سوائے چندہ کے کوئی اور ذریعہ آمدنی کا بظاہر نہیں۔ جیساکہ دیگر اخباروں کے پاس اشتہار و فروخت اشیاء کا ہے اس لئے عنایت فرماکر بقایا فی الفور دفتر البدر کو مرحمت فرمائیں مخفی نہ رہے۔ کہ خدانخواستہ شاید بقایا چندہ اشاعت اخبار کو معرض التوا میں ڈالے

دوم چونکہ انسانی فطرت بہی اس امر کی مقتضی ہے کہ جو شئے کسی فرقے کے لئے رہنما و فیض رسان ثابت ہو۔ اس پر اسکی سرپرستی ہر طرح سے فرض ہے۔ پس لازم ہے کہ سب احمدی بہائی دل سے کوشش کریں۔ دو دو یا ایک ایک خریدار اخبار پیشگی قیمت ادا کرنیوالے بہم پہنچادیں کیونکہ مشرح طور اخبار ہذا خسارہ ظاہر کر رہا ہے۔

سوم میری رائے ناقص ہے۔ اگر منظور فرمائی جاوے۔ تو عین نوازش ہے۔ کہ سب بہائی صرف دو دو یا ایک ایک روپیہ (یا جسقدر ہوسکے) زائد چندہ کارخانہ موصوفہ کو عنایت فرماکر مشکور فرمادیں۔ کوئی بڑی بات نہیں۔ اس طریق سے کچھہ عرصہ کے لئے مستقل سرمایہ کافی ہوسکتا۔ پہر خدا مالک ہے امید واثق ہے۔ کہ مضمون ہذا کو نظرانداز نہ کیا جاویگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس طریق سے آیندہ اشاعت اخبار کو ہرگز التوا نہ ہوگا زیادہ والسلام ۔ ایس۔ ایم۔ یوسف احمدی ٹہیکدار کمسریٹ خریدار البدر ۳۶۵ انبالہ

کچھہ عورتونکی نسبت

اخی فی اللہ ایڈیٹر صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی نصیحت نہیں بہولی وہ دل پر کالنقش فی الحجر ہے۔ بعض ضروری موانعات ایسے پیش آئے۔ کہ میں کچھہ لکھہ نہ سکی۔ اب عورتوں کیمتعلق چند احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ترجمہ خدمتمیں ارسال ہے امید ہے درج فرماکر ممنون فرمائیں گے۔ اس مضمون کے بارہ میں اپنی احمدی بہنوں کے لئے اتنا کافی ہے۔ کہ یہ اس شخص کا کلام ہے جسکی شان میں!! وما ینطق عن الہویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ نازل ہوا ہے۔ کہ جو کچھہ آپ فرماتے ہیں۔ وہ سب اللہ تعالےٰ کیطرف سے ہوتا ہے۔ پس بحکم آیت جو تابعداری کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نے اطاعت کی اللہ کی؟ اس پر ایمان لانا فرض ہے اور عمل کرنا ضروری!!

مردوں کے حقوق عورتوں پر

(۱) عائیشہ رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ علیہ وسلم مہاجرین (ہجرت کرنیوالے) وانصار (ان کو مدد دینے والے) کی ایک جماعت کے ساتہہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک اونٹ آیا اور آپکے آگے جہک گیا۔ پاس بیٹھنے والوں (اصحاب) نے کہا اے رسول اللہ کے۔ جبکہ درخت وچارپائے آپکو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم سجدہ نہ کریں۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنے رب کی عبادت کرو۔ ہاں اپنے بہائی کی عزت کرو۔ یعنی اسے بزرگی دو۔ اور اگر میں تم سے کسی ایک کو حکم دیتا کہ دوسرے کو سجدہ کرے۔ تو البتہ عورت کو اپنے شوہر کے آگے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ خاوند اگر اپنی بیوی کو حکم دے۔ کہ زرد پہاڑ سے پتھر اوٹہاکر سیاہ پہاڑ کیطرف لیجائے اور سیاہ پہاڑ سے سفید پہاڑ کی طرف (مطلب یہ کہ مشکل سے مشکل کام بتلائے) تو اُسے چاہیئے کہ اس کا حکم بجالائے۔ نقل کیا اس کو احمد نے۔

(۲) جابر رضی سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی اور نیکی۔ ایک تو بہاگا ہوا غلام جب تک واپس لوٹ کر اپنے مالک کے ہاتہہ پر اپنا ہاتہہ نہ رکہدے۔ اور ایک بی بی جس پر اس کا شوہر خفا ہو۔ اور ایک نشئی جب تک ہوش میں نہ آئے۔ نقل کیا اسے بیہقی نے شعب الایمان میں۔

(۳) ابوہریرہ رضی سے روایت ہے۔ رسول اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا کونسی بی بی بہتر ہے فرمایا آپنے وہ جو خوش کرے اپنے خاوند کو۔ جبوقت دیکہے (وہ خاوند) طرف اس کی۔ اور جو اپنے شوہر کا حکم بجالاتی رہے۔ اور جو اپنے مال وجان میں کسی ناخوش کرنیوالی بات میں اس سے مخالفت نہ کرے۔ (ہر حال میں تابع فرمان رہے) (نقل کیا اسے نسائی نے) باقی آئندہ

الراقمہ ایک احمدی خاتون ؂ از ضلع گجرات

کو ۔ کو مقدمات کا آخری فیصلہ عدالت ابتدائی میں۔

قریباً دو سال کی لمبی دوڑ کے بعد اُن مقدمات کا (جو عدالت گورداسپور میں دائر تہے)۔ عدالت ابتدائی میں فیصلہ ہوگیا۔

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وفقیر محمد جو ۲۶ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کو ختم ہوچکا تہا۔ اس کا حکم ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو سنادیا گیا۔ مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین وفقیر محمد کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ تمہارا جرم ثابت ہے اور تمہارا عذر غلط۔ اس لئے کرم الدین پر ۵۰ جرمانہ۔ بصورت عدم ادائے جرمانہ دو ماہ قید محض۔ اور فقیر محمد پر للعہ جرمانہ بصورت عدم ادائے جرمانہ ڈیڑہ ماہ قید محض۔ اور حضرت اقدس کے خلاف جو مقدمہ تہا۔ اس میں بہی مجسٹریٹ صاحب نے اسی تاریخ کو فیصلہ سنادیا۔ حضرت اقدس کے خلاف پانسو روپیہ اور حکیم فضل الدین صاحب کے خلاف دو سو روپیہ جرمانہ کیا جو اسی وقت دیا گیا۔

مقدمہ حضرت اقدس کے متعلق بظاہر یہ خبر دلشکن ہوگی۔ لیکن ہمارے ناظرین خصوصاً ہمارے احمدی احباب جو سنن الہیہ سے .... واقف اور سیرۃ الانبیاء سے خبردار ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ

ہر بلا کین قوم راحق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اس لئے وہ خداتعالیٰ کی حمد وستائش کرتے ہوئے صبر کے ساتہہ آخری فیصلہ کا انتظار کریں۔ جو عدالت عالیہ سے ہوگا

اسوقت عدالت ابتدائی کی کارروائی ختم ہوئی اور چونکہ ابہی مقدمہ عدالت اعلیٰ میں جانے والا ہے۔ اس لئے اس فیصلہ پر ہم کسی قسم کا ریمارک کرنا اپنے فرض کے خلاف سمجھتے ہیں۔

مخالفین اپنی عادت کیموافق مختلف قسم کی افواہیں اڑائینگے لیکن اس سے زیادہ کوئی امر نہیں ہے۔ جو ہم نے لکھدیا ہے۔

مطبع نور الاسلام قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل منیجر چھپ کر شائع ہوا۔

خط و کتابت و توسیع اشاعت

امدادی فنڈ۔ منشی عزیز بخش صاحب ہیڈ کلارک دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ڈیرہ غازی خان جو کہ ابتدا سے البدر کے ہمدرد اور معاون ہیں۔ اور ہمیشہ اخلاص سے اس کی اشاعت میں ساعی رہتے ہیں۔ میری عرضداشت پر چھ خریدار البدر کو دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دیوے۔

عالی جناب۔ خان صاحب محمد ابراہیم خان صاحب بن حاجی موسےٰ خان صاحب مرحوم کراچی سے تحریر فرماتے ہیں۔

دراخبار ایشان خوانده شده است۔ که ایشان میخواہند۔ کہ برائے رفع ضروریات امور متعلق طبع اخبار۔ قیمت دو سالہ یکجائی از خریدار خود ہا وصول فرمایند۔ بنده بسر و چشم تجویز ایشان را منظور دارد۔ ہرگاه خواستہ بنام بنده وی پی برائے وصول قیمت دو سالہ فرستاده شود وصول فرموده باشید۔ مقصود بنده ہمین است۔ کہ اخبار البدر مدام خدمت جماعت احمدیہ بجا آورده در کار خویش کامیاب بوده باشد۔ پس ہر امریکہ مؤید اخبار باشد بنده دراقبال آنکہ بجان و دل حاضر است۔

منشی احمد دین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ جو کہ البدر کے قیام اور اس کی اشاعت میں اول المعاونین ہیں۔ میری اول چٹھی پر توجہ فرما کر ۱۱ اکتوبر تک خریدار البدر کو دیئے ہیں۔ دوسرے گرامیقدر احباب اور خصوصاً حافظ غلام رسول صاحب سوداگر اور سید عبدالرحیم صاحب ٹکٹی حیدرآباد دکن۔ سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوه اور منشی ذوالفقار علی خان صاحب نائب تحصیلدار کی توجہ عالی کو میں خصوصیت سے اس طرف منعطف کرتا ہوں۔

میاں محمد رمضان و محمد سلطان صاحب سوداگران لودھراں نے بجائے ۲ کے ۳ روپیہ سالانہ قیمت اخبار مقرر کی ہے۔ علاوہ ازیں ایک خریدار اور البدر کو عنایت کیا ہے۔

میرے مہربان منشی محمد حسین صاحب احمدی کلارک دفتر سرکاری وکیل لاہور تحریر کرتے ہیں کہ میں بڑی خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ کہ ماه جنوری ۱۹۰۵ء میں سال ۱۹۰۶ء کا چندہ بھی وصول کرلیں۔ اور آپ کی ایک دوا اور مفید تحریک دوسرے نمبر میں درج کرینگے۔

* * *

تفسیر القرآن بالقرآن کی نسبت جو آرٹیکل البدر میں شایع ہوا تھا۔ اس کی نسبت ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن مصنف تفسیر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس تفسیر کی صحت اور عمدگی طبع کیواسطے نہایت کوشش کی گئی تھی اور بہت سے زائد اخراجات برداشت کئے گئے تھے۔ صرف اس لئے کہ متدین لوگ کارکن ملیں۔ مگر افسوس کہ مخالفت حضرت امام الزمان کی وجہ سے ایسے لوگ نہ ملے۔ بلکہ لوگوں نے یہ بھی کہا۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب کے مضامین نکالدئے جاویں۔ تو اس کی اشاعت ہزاروں سالانہ ہوسکتی ہے۔ کیونکہ دوسرے پہلوؤں سے یہ تفسیر نہایت عجیب اور بے نظیر ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ میں خادم دین کے لئے ہمیشہ سخت سے سخت محنت اوٹھا رہا ہوں۔ اور جو کچھ مجھ سے ہوسکتا ہے۔ کر رہا ہوں۔ الاعمال بالنیات بہرحال میری رائے یہ ہے۔ کہ ایک غلط نامہ اس موجودہ تفسیر کا اخبار الحکم میں ضرور شایع ہونا چاہیئے۔ اور احمدی گجراتی صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ اغلاط کی ایک فہرست مکمل ارسال کریں۔ تاکہ مصنف کے پاس تصحیح کے لئے ارسال کی جاوے۔ امید ہے۔ کہ موجودہ ایڈیشن کے نکل جانے پر دوسری ایڈیشن میں مصنف اس قسم کے نقصوں کی ضرور تلافی کر دیگا۔ قوم کو انکی خدمات کی قدردانی ضرور کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدمت قرآن میں بڑی محنت اٹھارہے ہیں اور ایک حد تک ایک ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

اس وقت مدرسہ کی مالی حالت از حد محتاج امداد ہے اسواسطے بخدمت جمیع برادران عرض ہے۔ کہ مدرسہ کا جو چندہ کسی صاحب کے نام بقایا ہے۔ وہ جلد ارسال فرماویں۔ اور علاوہ اس کے بکثرت عطیہ سے مدد دیں۔ حضرت کا حکم ہے۔ کہ سب احمدی ممبر مدرسہ کا چندہ دیں۔ اور جو نہ دے سکیں وہ اپنے لنگر کے چندہ کا چوتھا حصہ کاٹ کر مدرسہ میں دیدیں۔ بہرحال مدرسہ کا چندہ حسب الحکم حضرت ضروری ہے۔

یاد رہے۔ کہ تمام چندے بنام مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام روانہ کرنے چاہئیں۔ حضرت کے نام روانہ نہ ہوں۔ کیونکہ اس میں حضرت کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور کسی خاص شخص کے نام بھی نہ ہوں۔ والسلام

مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ،
مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

قصیده عالیجناب منشی عبدالرزاق صاحب بخشی رجمنٹ رسالہ رفیق جناب مولوی الٰہی بخش صاحب جو کہ انہوں نے حضرت امام الزمان کی خدمت عالی میں پڑھکر سنایا۔

ذات بےمثل محمدؐ کا ہے جلوا ۔ ۔ ۔ احمدؐ
دیکھا اس ذات کو جس نے تجھے دیکھا احمدؐ
مثل موسیٰ کے ہے جس طرح سے پہلا احمدؐ
مثل عیسیٰ ہے اسی طرح سے پچھلا احمدؐ
ذرہ ہے موسےٰ عمران تو محمدؐ خورشید
قطرہ ہے عیسےٰ مریم تو ہے دریا احمدؐ
دیکھ کر فتنۂ دجال جہاں میں برپا
نام سے عیسےٰ مریم کے خود آیا احمد
پر نشانوں سے جو دیکھے تیری ذات اقدس
ہم تجھے کہتے ہیں مہدی و مسیحا احمدؐ
راہ گم کردہ کو دیتا ہے نشان رہ راست
خضر بن بن کے ترا نقش کف پا احمدؐ
جلوہ روئے محمدؐ نظر آ جائے ابھی تو
رُخ روشن سے اٹھا دیوے جو پردا احمدؐ
کیوں نہ سودائی کے مانند بنیں یہ عالم
زلف شبگوں کا تیرے ہوگیا سودا احمدؐ
نام اعجاز مسیحا کیا زندہ تو ۔ ۔ نے
تو نے دکھلائے نشانات ہیں کیا کیا احمدؐ
کشف والہام کی ہو جس کو ہوا بھی نہ لگی
ہاں وہ کس طرح سے ہو تیرا شناسا احمدؐ
علم ظاہر کہ ہے العلم حجاب الاکبر
اس سے کیونکر کوئی پائے تیرا پایا احمدؐ
چشم حق بیں سے جو دیکھا تو ہوا یہ معلوم
مہدی و عیسےٰ واحد کا ہے نقشا احمدؐ
مہ خورشید نے کی چرخ سے تیری تصدیق
اور شاہد ہوا اک حرفہ ستارا احمدؐ
سیل جبارہ و تاریکی شمس و طاعون
ہیں نشانات تیرے کیا واسطے کیا کیا احمدؐ
ٹھیک کیا سمجھے کوئی رمز سعی فی قبری
احمد پاک ہی جانے ترا رتبا ۔ ۔ احمدؐ
ان نشانوں پہ بھی جو تم کو نہ پہچان سکے
اس کو کس طرح سے کوئی کہے بینا احمدؐ
کسب نور اس سے کرے کیوں نہ یہ خورشید فلک
رُخ پُر نور محمدؐ کا ہے شیدا احمدؐ
شکر صد شکر کہ ان آنکھوں سے دیکھا تجھکو
نام سنتے تھے ترا صورت عنقا احمدؐ
گرمی فتنہ سے اس سایہ میں آ جاؤ ورن ۔ ۔ ۔